قرون اولی کے تفسیری مکاتب فکر کا اجمالی جائزہ

A brief overview of early medieval schools of thought

DOI : 10.5281/zenodo.7293881

* صاعقہ

**ڈاکٹر شمائلہ رفیق

Abstract

After the advent of Islam and the revelation of the Qur'an, in order to simplify and understand the knowledge, meanings and demands of the Qur'an, the famous Companions, Taabi'een, and jurists started working on Islamic sciences according to their own knowledge and ability, from which many people benefited. And it is happening till today and this chain will continue till the Day of Resurrection.

My topic is QUROON-E-ULA KAI TAFSEERI MAKATEB-E-FIKAR. The objective of this topic is that, it tells us about QUROON-E-ULA KAI TAFSEERI MAKATEB-E-FIKAR and in which era this process came into being. Many books published before in this topic but at this point of time it is consider to be an article. When I started to work and explore on this article. I have learnt many things and I enjoyed al lot to work on this article because it became a motive for my heart's peace.

Key words: QUROON-E-ULA, TAFSEERI MAKATEB-E-FIKAR, Islam, Qur'an, Islamic sciences

مختلف اسلامی علوم کا تدریجی ارتقاء

اسلام کی آمد اور نزول قرآن کے بعد قرآن کے علم اور معانی و مطالب کو آسان بنانے اور سمجھنے کے لیے مشہور صحابہ کرام ،تابعین، فقہاء کرام نے اپنے اپنے علم اور استطاعت کے مطابق علوم اسلامیہ پر کام شروع کیا جس سے بہت بہت سے لوگ مستفید ہوئے اور آج تک ہو رہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔[1]

فقہ اسلامی کا تدریجی نزول

بتدریج فقہ ترقی کے لحاظ سے فقہ اسلامی چار دور میں تقسیم ہے

☆فقہ رسول اللہ صلی عیلہ وسلم کے زمانہ حیات میں 10ھ تک۔

☆فقہ عہد صحابہ کرام میں 41ھ تک۔

☆فقہ صغار صحابہ کرام اور تابعین کے زمانے میں دوسری صدی کی ابتداء تک۔

---

*ایم فل سکالر، شعبہ اسلامک سٹڈیز، قرطبہ یونیورسٹی، پشاور

**لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف صوابی

☆فقہ دوسری صدی ہجری کی ابتداء سے چوتھی صدی ہجری کے تقریباً نصف تک۔

حدیث اور تفاسیر کے علوم کا آغاز وارتقاء

جہاں جہاں فقہ اسلامی کا آغاز ہوا تو اسکے ساتھ ساتھ اور اسلامی علوم بھی پیچھے نہ رہے بلکہ اسکے ساتھ حدیث کے علاوہ تفاسیر کے علوم کا آغاز اور ارتقاء ہوا لوگوں کے لیے ان علوم کا جاننا اور سمجھنا آسان ہوگیا تھا کیونکہ محدثین اور مفسیرین نے ان علوم پر بہت فصاحت سے کام کیا۔

تفسیر کا آغاز اور اس کے ادوار

علم تفسیر کے آغاز کے لیے بھی ہمارے پاس مندرجہ ذیل ادوار ہیں:

☆قرآن کی تفسیر کا علم عہد رسالت سے ہوا

☆قرآن کی تفسیر کا دوسرا دور عہد صحابہ کا ہے

☆تیسرا دور ہمارے پاس تابعین کا ہے

☆چوتھا دور تبع تابعین کا ہے

تفسیر کے آغاز سے لیکر عصر تدوین تک ہمارے پاس جو تفسیر موجود ہے وہ تفسیر بالمثور ہے۔اس دور تک حدیث اور تفسیر دونوں ایک ساتھ مدون ہوئے تھے دونوں علوم علم التفسیر اور علم الحدیث لیکن کچھ وجوحات کی بنا پر یہ تفسیر کے علم کو حدیث کے علم سے جدا کیا گیا کیونکہ تفسیر عصر تدوین میں اس تفسیر بالماثور سے سندیں حذف کرلی گ-یں اور کچھ ضعف کے اسباب اور سیاپی مسلوں کے پیش نظر اس دونوں کو علم الحدیث اور التفسیر کو ایک دوسرے سے الگ کرلیا یہ تفسیر کا آغاز اور ارتقاء تھا اسکے بعد جو تفسیری مکاتب فکر مندرجہ ذیل ہیں۔[2]

مشہور مفسر صحابہ کرام

1)حضرت عبداللہ بن مسعود

ہمارے پاس انہی شخصیات میں سے ہے جن سے تفسیر کی روایات بہت زیادہ ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کو علم قرآت، علم التفسیر اور فقہ میں حد درجہ کمال حاصل تھا۔

2)حضرت ابن عباس

تفسیر کے اعتبار سے اور مفسر کی حیثیت سے سب سے زیادہ شہرت پانے والے حضرت ابن عباس تھے۔ تفسیر کے شعبہ میں سب سے زیادہ روایتیں اور اقوال انہی سے مروی ہے۔

اللہ سبحان وتعالی نے انہیں علم التفسیر اور فقہ میں حد درجہ کمال عطا فرمایا تھا، کہ لوگ انکو (الحبر) زبردست عالم (البحر) علم کا سمندر کے نام سے یاد کرتے تھے۔[3]

اب یہاں تک تھا ہمارے پاس تفسیر کے متعلق آغاز وارتقاء وغیرہ اسکے بعد ہم تذکرہ کرینگے کہ قرون اولی کے تفسیری مکاتب فکر کہاں اور کون کونسے تھے۔اس تمام بحث پر نظر ثانی کی جانے تو ہمیں پتہ چلتا ھے کہ تفسیر کے مکاتب تابعین کے دور میں شروع ہوتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

تابعین کے دور میں تفسیری مکاتب فکر

تابعین کے دور کا آغاز

جیسے ہی صحابہ کرام کا زمانہ ختم ہوا تو قرآن کی تفسیر کا دور تکمیل کو پہنچ گیا تھا۔ تفسیر کے دور کا آغاز تابعین سے ہوا جنہوں نے صحابہ کرام کے چشمہ فیض سے اپنی علم کی پیاس بجھائی تھی جس طرح صحابہ کرام کے دور میں ایسے شہرہ آفاق اشخاص ورجال موجود تھے جنکے پاس قرآن کی تفسیر کے سلسلے میں رجوع کیا جاتا تھا بالکل اسی طرح تابعین کے دور میں ایسے تابعی یعنی عالم فاضل کی کمی باقی نہ رہی جنہوں نے اپنے معاصرین کو قرآن مجید کے پیچیدہ اور حسب طلب مقامات کے معانی ومطالب اور مفہوم سے آگاہ کیا اسی طرح ان ذرائع اور اشخاص سے لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

تابعین کے دور میں تفسیر کے مصادر

تابعین کے دور میں تفسیر کے مندرجہ ذیل مصادر تھے۔

(1) تفسیر قرآن بالقرآن

(2) احادیث مرفوعہ

(3) صحابہ کے تفسیری اقوال

(4) اہل الکتاب اور انکی کتب مقدسہ

(5) تابعین کا اجتہاد اور استنباط

تفاسیر کی کتابوں میں ہمارے پاس تابعین کے بہت زیادہ اقوال موجود ہیں۔ جو ان کے اجتہاد اور استنباط پر مشتمل ھے۔

تابعین کے دور میں تفسیر کے مدارس رسالت کے دور میں اور خلافت راشدہ میں اسلامی فتوحات کا دور دورہوا مسلمان مدینہ کے مطلع الانوار دور دراز کے علاقوں میں پھیل گ ئے تھے جہاں جہاں اسلام کی دعوت تبلیغ کی روشنی پھیلتی گئ تو مسلمانوں نے وہاں فائدہ اٹھایا اور اسلام کی تعلیمات زیادہ سے زیادہ سیکھی جانے لگی اور اھل اسلام میں ولاۃ وقضاۃ امراء وحکام اور معلم سبھی قسم کے لوگ شامل تھے یہ سب لوگ جہاں بھی جاتے تو اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی بھی تعلیم

انہوں نے حاصل کی تھی وہ اپنا علم و فضل اپنے ساتھ لے جاتے بہت سارے تابعین نے ان کے ساتھ سے بہت فائدہ اٹھایا اور ان سے علم حاصل کر کے یہ فائدہوا کہ بہت سارے تابعین نے ان کے ساتھ سے بہت فائدہ اٹھایا تھا اور ان کے علم سے یہ فائدہوا کہ آگے اور مسلمانوں نے بہت زیادہ فیض حاصل کیا ھے۔ چنانچہ اسکے بعد ان شہروں میں بہت زیادہ علم کے مدارس و مکتبے قائم ھوگ ئے تھے جن میں اساتذہ صحابہ اور شاگرد تابعین میں سے تھے۔

انہی مدارس اور مکتبوں / مکاتبوں میں کچھ مدارس نے خاص طور پر شہرت حاصل کی اور تابعین کی بہت زیادہ تعداد نے مشہور مفسرین صحابہ کرام سے فائدہ حاصل کیا۔

قرون اولی کے مشہور مدارس

(1) مکہ کا مدرسہ

(2) مدینہ کا مدرسہ

(3) عراق کا مدرسہ

یہ مدارس قرون اولی کے مشہور تفسیری مکاتب میں شمار ھونے لگے [4]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"تفسیر کے سب بڑے عالم اہل مکہ تھے اس لیے کہ لوگ حضرت ابن عباس جیسے مفسر کے ساختہ پرداختہ تھے اصحاب ابن عباس مندرجہ ذیل بہت مشہور ہیں،،

مجاھد، عطا ابی رباح، عکرمہ مولی ابن عباس، طاؤس، سعید بن جبیر

اھل کوفہ میں سے ابن مسعود کے اصحاب و تلامذہ نے بہت شہرت حاصل کی ان میں سے بعض بہت ہی نمایاں تھے اھل مدینہ میں بھی مفسرین کی ایک جماعت تھی ان میں زید بن اسلم جن سے امام مالک نے تفسیر کا درس لیا، خاصی شہرت کے حاصل ہیں۔ زید بن اسلم سے ان کے بیٹے عبد اللہ بن وہب نے بھی استفادہ کیا۔ [5]

اسکے بعد ہم مندرجہ ذیل بڑے شہرت یافتہ مدارس، اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر کرینگے۔

مکہ کے مکتبے کی مشہور شخصیات مندرجہ ذیل ہیں

(1) سعید بن جبیر

(2) مجاھد

(3) عکرمہ مولی ابن عباس

(4) طاؤس بن کیسان

(5) عطاء بن ابی رباح

مکہ کے مکاتب کے مفتیان

(1) سعید بن جبیر

نام: سعید بن جبیر بن ہشام اسدی

کنیت: ابو محمد یا ابو عبد اللہ

نسلی تعلق: حبشی الاصل اور سیاہ خام مگر عمدہ سیرت و کردار کے حامل تھے انہوں نے خصوصاً حضرت ابن عباس وغیرہ سے فائدہ اٹھایا۔

قرآن کی تفسیر میں سعید بن جبیر کا درجہ

سعید بن جبیر تابعین میں سے تھے حدیث کے علم، فقہ کے علم اور تفسیر کے علم میں بہت ماہر تھے سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے قرآت اور تفسیر کا درس لیا اور انہی کے ساتھ وقت گزارا۔[6]

جہاں تک ان کے حافظے کی بات ھے تو انہوں نے صحابہ کرام کی قراءتیں حفظ کر رکھی تھیں اور انہی کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

اسماعیل بن عبد الملک کا بیان ھے

کہ سعید بن جبیر ماہ رمضان میں ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے چنانچہ ابن مسعود کی قرآت کے مطابق پڑھتے دوسری رات زید بن ثابت کے مطابق اور اسی طرح ہر شب جدا اگانہ انداز سے تلاوت کرتے تھے[7]

اس بات میں کوی شک نہیں کہ سعید صاحب بہت سی مخ تلف قسم کی قراءتیں جمع کرنے کی بنا پر سعید صاحب قرآن کریم کے معانی و مطالب سے پوری طرح آشنا ہو گ ۓ تھے مگر قرآن مجید کی تفسیر بالرائے بیان کرنے سے احتراز کیا کرتے تھے۔

ابن خلّکان لکھتے ہیں

"ایک شخص نے سعید سے تفسیر قرآن لکھنے کی فرمائش کی اس بات پر وہ ناراض ہو گ ۓ اور کہا کہ میرے جسم کا ایک حصہ بھی گر جائے تو یہ بات مجھے گوارہ ھے مگر قرآن مجید تفسیر لکھنا پسند نہیں۔[8]

جناب سعید صاحب کی ذات وصفات میں کل تابعین کا علم اکٹھا ہو گیا تھا اس کے بر عکس دوسرے لوگ صرف ایک ہی فن میں مہارت اور بصیرت رکھتے تھے اسکے ساتھ ساتھ آپ جامع الفنون تھے۔

خصیف ان کے بارے میں لکھتے ہیں

"تابعین میں طلاق کے مسائل سب سے سعید بن مسیب جانتے تھے مناسک حج کا عطا کو حاصل تھا حلال و حرام کے عالم طاؤس تھے اور تفسیر کے جاننے والے مجاہد اور جامع سعید بن جبیر تھے"

ان تمام اوصاف کے پیش نظر جناب سعید صاحب کے استاد حضرت ابن عباس کو جو ان کے استاد تھے انکو بہت بھروسہ تھا ان کے علم اور فضل و کمال پر جو شخص بھی ان سے فتوی پوچھنے آتا تو ان کو سعید صاحب کا پتہ دے دیتے تھے جب کوفہ کے رہنے والے آپ سے مسائل دریافت کرنے آتے تو آپ فرماتے کیا تمہارے پاس سعید بن جبیر نہیں ھے۔[9]

عمرو بن میمون اپنے والد سے روایت کرتے ہیں

کہ انہوں نے کہا

"سعید بن جبیر خدا سے جا ملے سطع زمین پر کوئی شخص نہیں جو ان کے علم کا محتاج نہ ھو"

بعض علماء کرام کی رائے کے مطابق سعید صاحب کا علمی مرتبہ مجاہد اور طاؤس سے بھی بلند ھے

قتادہ کا قول ھے

کہ جناب سعید صاحب تابعین میں سے سب سے بڑے مفسر تھے علماء جرح وتعدیل نے آپ کو ثقہ قرار دیا

ابو القاسم طبری فرماتے ہیں

"سعید ثقہ حجت اور امام المسلمین تھے"

ابن عباس نے آپکو ثقات میں شمار کیا اور کہا کہ

"سعید فاضل اور متقی انسان تھے"

اصحاب صحاح ستہ آپ سے روایت کرنے میں متفق ہیں

95ھ میں ماہ شعبان میں جبکہ آپکی عمر 49 برس تھی حجاج نے آپکو شہید کروا دیا تھا واقعہ شہادت سے قبل آپکا حجاج کیساتھ ایک مناظرہ منقول ھے جس سے آپکو قوت ایمان وایقان اور توکل علی اللہ کا پتہ چلتا ھے۔[10]

(2) مجاہد

نام: مجاہد بن جبیر ابو الحجاج مخزومی (قبیلہ بنی مخزوم)

پیدائش: 21ھ خلافت

وفات: 103ھ

علمی فضل وکمال

جناب مجاہد صاحب نے حضرت عائشہ، حضرت ابو ھریرہ اور حضرت ابن عباس سے احادیث کی سماعت حاصل کی اور تقریباً ایک مدت تک ابن عباس کے پاس رھے اور ان سے قرآن پڑھا اور علم کا بھرپور خزانہ حاصل کیا۔

مجاہد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے تین بار قرآن مجید ابن عباس سے پڑھا ھے اور ہر ہر ایت کے پاس انکو ٹھراتا تھا کہ یہ آیت کیسے نازل ہوئی اور کس بارے میں نازل ہوئی ھے۔[11]

مجاہد صاحب کو مفسر کی حیثیت بھی حاصل تھی کہتے ہیں کہ مجاہد نے حضرت ابن عباس سے ان کے شگردوں کی نسبت بہت کم تفسیری روایات نقل کیے ہیں[12]

حضرت ابن عباس کے جتنے بھی اصحاب تھے کہتے ہیں ان سب میں مجاہد زیادہ قابل اعتماد تھے اس وجہ کی بنیاد امام شافعی اور امام بخاری نے انکی تفسیر پر اعتماد اور بھروسہ کیا ھے امام بخاری کی الجامع الصحیح کی کتاب التفسیر میں مجاہد کے زیادہ اقوال نقل کیے ہیں اس سے زیادہ بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ھے مجاہد کے ثقہ ھونے اور عدالت کے بارے میں

"کہ میں نے حضرت ابن عباس کو تین مرتبہ قرآن سنایا ھے ہر آیت پڑھ کر دریافت کرتا کہ یہ کیسے اور کہاں نازل ہوئی"[13]

فضل میمون روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مجاہد کو یہ کہتے ہوئے سنا ھے

"میں نے حضرت ابن عباس کے تیس (30) مرتبہ قرآن سنایا"[14]

ان رونوں روایتوں میں کوئی اعتراض نہیں ھے وجہ یہ ھے کہ جس روایت میں قلت ہو یعنی قلت پر مشتمل خبر یہ کثرت کی نفی بالکل نہیں ھوتی مجاہد نے حفظ وضبط اور تجوید قرآت کے لیے ابن عباس کو تیس مرتبہ قرآن سنایا ہو اور اسکے ساتھ ساتھ اسکے بعد قرآن مجید کے معانی ومطالب اور اسرار ورموز معلوم کرنے کے لیے تین مرتبہ اور سنایا ھو۔

ابن ابی ملکیہ بیان کرتے ہیں

کہ میں نے دیکھا کہ مجاہد ابن عباس سے قرآن کی تفسیر دریافت کر رھے ہیں اور اسکے ہمراہ اسکی تختیاں بھی ہیں۔ ابن عباس نے کہا کہ لکھتے جاؤ حتی کہ مجاہد نے مطلوبہ تفسیر پوچھ لی۔[15]

امام ابن جریر اپنی تفسیر میں ابو بکر الحنفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو کہتے ہوئے سنا!

"مجاہد سے منقول تفسیر اگر تمھیں میسر آجائے تو اسے کافی خیال کرو"[16]

امام زہبی وقمطراز ھے "پوری امت مجاہد کی امامت اور ان سے اخذ واحتجاج کرنے پر متفق ھے۔ صحاح ستہ کے جامعین نے بھی آپ سے روایت کی ھے۔[17]

(3) عکرمہ

نام: ابو عبد اللہ عکرمہ بربری مدنی مولی ابن عباس

قبیلہ: دریار مغرب کے علاقہ بربر کے رہنے والے تھے [18]

علمی مرتبہ

عکرمہ کے بارے میں کہا جاتا ھے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی اور ابن عباس سے فقہ حاصل کیا حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ سے بڑھ کر عالم کون ھے تو فرمایا کہ ہاں عکرمہ ھے۔

سن وفات: 107ھ [19]

عکرمہ کے بارے میں علماء کا اختلاف

عکرمہ کے ثقہ ھوے کے بارے میں کچھ علمائے کرام کا اختلاف ھے۔ کچھ تو اس کی توثیق کو مانتے ہیں یعنی کچھ ان کے ثقہ ھونے کو مانتے اور کچھ انکو غیر ثقہ کہتے ہیں۔

علمائے متعرضین کے دلائل

جو لوگ یا علمائے کرام عکرمہ کی توثیق پر اختلاف میں ہیں وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ عکرمہ بے باکی اور جسارت سے کام لیتے تھے۔

وہ اس بات کا دعوی کرتے کہ قرآن مجید میں جو کچھ بھی ھے وہ اسے جانتے ہیں اسکے علاوہ اس نے اس سے زیادہ یہاں تک بھی کیا ھے کہ عکرمہ ابن عباس پر جھوٹ باندھنے کے جوگر تھے۔ اور عکرمہ خارجی تھے ابن عباس کے بارے میں کہا کرتے کہ یہ خارجی ھے ابن حجر نے تہذیب التہذیب یہ اعتراضات لکھ کر قائلین کے نام بھی بتائے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے سعید بن مسیب سے ایک آیت کے معنی دریافت کیے فرمایا

"مجھ سے نہ پوچھئے اس شخص سے پوچھو خود یہ دعوی کرتا ھے کہ قرآن کا کوئی حرف مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ (یعنی عکرمہ سے)

حضرت عبد اللہ بن عمر نے نافع سے کہا

"نافع خدا سے ڈرو اور مجھ پر اسطرح جھوٹ نہ باندھو جیسے عکرمہ نے ابن عباس"

دلائل کے جوابات

ان دلائل کے جوابات میں یہ کہا گیا ھے کہ یہ تمام اعتراض بے بنیاد ہیں

ان میں کسی قسم کی کوئی سچائی نہیں ھے۔ حضرت ابوہریرہ کے زمانے میں بھی لوگوں نے انکی شر ایروایہ پر اعتراض کیا ان کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ لوگ اپنے کاروبار میں لگے رہتے ہیں اور رفاقت نبوی ﷺ کے سوا میرا کوئی کام نہ تھا۔

ایسا بالکل نہیں کہ جو اعتراضات عکرمہ پر کیے گ ہے اس کی انکو خبر نہ تھی بلکہ وہ واقف تھے ان سب سے وہ یہ کہا کرتے

تھے کاش یہ بولوگ میری تکذیب کرتے ہیں میرے آمنے سامنے بات کرے تاکہ ان کو جواب دوں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو عکومہ خارجی تھے تو یہ ایک عظیم بہتان ہے

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

"اگر عکرمہ کا خارجی ہونا ثابت ہو بھی جائے تو اس سے انکی روایت میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس بدعت کے داعی نہ تھے مگر یہ بات کسی دلیل وبرہاں سے ثابت نہیں ہوئی" [20]

عکرمہ کا تفسیری رتبہقرآن کی تفسیر میں عکرمہ بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ علماء کرام کھلے دل سے انکی روایات کا اعتراف کیا ہے۔ محدث ابن حیان فرماتے ہیں۔"عکرمہ اپنے زمانے کے عالم قرآن وفقہ تھے"

عمر بن دینار کا قول

"جابر بن زید نے مجھے چند سوالات بتلا کر کہا کہ عکرمہ سے ان کے بارے میں پوچھئے وہ علم کے بحر بیکراں ہیں"

امام شعبی کہا کرتے تھے۔

"عکرمہ سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم آج روئے زمین پر موجود نہیں"

طاؤس بن کیسان

نام: طاؤس بن کیسان

کنیت: ابوعبدالرحمن اورلیت الیمانی الحمیری ہے

علمی فیض حضرت عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن عباس سے کہا۔

طاؤس کا قول ہے

"کہ میں نے 50 صحابہ کرام کی صحبت حاصل کرکے علمی فائدہ حاصل کیا"

طاؤس صاحب بہت بڑے عالم فاضل اور مفسر قرآن تھے۔

طاؤس نے زیادہ تر علم ابن عباس سے سیکھا ہے اسلیئے ان کا ذکر مکہ کے تفسیری مکتب فکر اور ابن عباس کے شاگردوں میں کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑے عبادت گزار اور متقی اور پرہیزگار شخص تھے ان کے استاد ابن عباس ان کے بارے میں فرماتے ہیں

"کہ میں طاؤس کو جنتی قرار دیتاھوں"

عمرو بن دینار کا قول

"کہ میں نے طاؤس جیسا صالح آدمی نہیں دیکھا"

اصحاب ستہ نے طاؤس کی روایت بیان کی ہے

امام ابن معین کہتے ہیں "طاؤس ثقہ ہیں"

محدث ابن حبان فرماتے ہیں "کہ طاؤس نے 40 حج کیے تھے۔"

(وفات 106ھ) مکہ میں وفات پائی۔[21]

عطا بن ابی رباح

نام: ابو محمد عطاء بن ابی رباح مکی القرشی

27ھ کو پیدا ہوئے 114ھ میں وفات عطا کے بارے مین کہا جاتا ھے ان میں بہت سارے جسمانی نقائص موجود تھے مثال کے طور پر انکی آنکھوں کا رنگ کالا سیاہ اور ساتھ آنکھیں بھینگی ناک چپٹی تھی لنگڑے بھی تھے اور ہاتھ سے معذور بھی تھے۔ اور تو اور آخری عمر میں اندھے بھی ہو گ ئے تھے۔ ان تمام نقائص کے باوجود بھی عطا علم وفضل کا خزانہ موجود تھا۔

عطاء صاحب نے حضرت ابن عباس، ابن عمر، عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور دیگر صحابہ سے استفادہ کیا۔

عطا کا بیان

"کہ انہوں نے اپنی زندگی میں 2 سال صحابہ کا زمانہ پایا"

یہ کہ ثقہ راوی تھے اور فقیہ اور کثیر الحدیث تھے۔ مکہ کے رہنے والے جب ابن عباس کے پاس آتے تو آپ فرماتے

"اھل مکہ! تم میرے پاس آتے ہو حالانکہ تمہارے اندر عطاء جیسا شخص موجود ھے"

امام ابو حنیفہ نے فرمایا

"میں نے اپنے ملنے والوں میں عطاء جیسا کسی کو نہیں پایا اور نہ جابر جعفی سے بڑھ کر جھوٹا آدمی دیکھا"

سلمہ بن کہنیل (کہیل) کا قول ھے

رضائے الہی کے لیے علم حاصل کرنے والے میں سے صرف تین آدمی دیکھے ہیں

(1) عطاء (2) مجاھد

(3) طاؤس [22]

مدینے کا تفسیری مکتبہ

اس مدرسے کو بنانے کا سہرا حضرت ابی بن کعب کی مرہون منت ھے صحابہ میں سے کچھ ایسے تھے جو مدینہ کے ہی ہو کر رہ گ ئے تھے اور کچھ ایسے تھے کہ دوسرے اسلامی شہروں کی طرف چلے گ ئے اور جو صحابہ مدینہ میں قیام پذیر تھے وہ اپنے تلامذہ کو اتباع قرآن وسنت کا درس دیا کرتے تھے۔ اسی درس وتدریس کے پیش نظر مدینہ طیبہ میں تفسیر کے مدرسے کی بناء پڑ گئ اور اس مدرسے میں بہت تلامذہ نے صحابہ سے تفسیر کا علم سیکھا۔

مدینہ کے مفتیان

اس دور میں مدینہ میں بہت سارے لوگ قیام پذیر تھے۔ جو خصوصی طور پر علم تفسیر میں مہارت رکھتے تھے۔ ان سب میں تین لوگ بہت مشہور تھے

(1)ابو العالیہ (2) محمد بن کعب القرظی (3) ذید بن اسلم

(1)ابو العالیہ

نام: رفیع بن مہران

کنیت: ابو العالیہ

انہوں نے شروع میں جاہلیت کا زمانہ پایا۔ اور آنحضورﷺ کی وفات کے دو سال بعد اسلام میں داخل ھوے آپ کا شمار ثقہ تابعین میں ھوتا ھے انہوں نے حضرت علی و ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر سے علم کے لحاظ سے فائدہ حاصل کیا۔

قتادہ ابو العالیہ کا یہ قول لکھتے ہیں

"کہ نبی کریمﷺ کی وفات کے دس سال بعد میں نے قرآن کریم پڑھا"

بقول صحیح تر آپ نے 90ھ میں وفات پائی[23]

(2) محمد بن کعب القرظی

نام: محمد بن کعب بن سلیم بن اسد القرظی المدنی

کنیت: ابو حمزہ یا ابو عبد اللہ ھے انہوں نے حضرت علی و ابن مسعود و ابن عباس اور دیگر اور صحابہ سے کسب فیض کیا۔

انکی ثقاہت وعدالت، زہد وتقوی، کثرت حدیث و تفسیر قرآن میں خاص شہرت رکھتے تھے۔

ابن سعد فرماتے ہیں

"محمد بن کعب ثقہ عظیم اور مفسر قرآن تھے اصحاب ستہ بالاتفاق آپ سے حدیثیں روایت کی ہیں"

ابن عون کا قول ھے

"میں نے محمد بن کعب سے بڑھ کر مفسر قرآن نہیں دیکھا"[24]

محدث ابن حبان کا بیان ھے

"مدینہ کے شمار کردہ فضلاء میں سے ایک نام محمد بن کعب کا بھی ھے ایک مرتبہ مسجد میں وعظ و نصیحت کر رھے تھے کہ اچانک چھت گر گئی جس سے آپ اور چند رفقاء کی موت واقع ہو گئی تھی یہ واقعہ 118ھ کا ھے اس وقت انکی عمر 78 برس تھی"

(3)زید بن اسلم

نام: زید بن اسلم العودی المدنی

کنیت: اسامہ یا ابو عبد اللہ

کہتے ہیں کہ ان کا شمار کبار تابعین میں ھوتا ھے اور انہوں نے روایت تفسیر میں بہت ترقی پائی انکو ثقہ قرار دینے والے لوگوں میں امام احمد بن حنبل، ابوزرعہ، ابوحاتم، نسائی شامل ہیں۔

امام بخاری اپنی تاریخ میں لکھا ھے

"کہ علی بن حسین (امام زین العابدین) زید بن اسلم کے ہاں حاضر ہو کر ان سے استفادہ حاصل کیا کرتے تھے۔ نافع بن جبیر معلم نے کہا "کہ آپ اپنی قوم کی علمی مجالس چھوڑ کر عمر بن خطاب کے غلام زید بن اسلم کے ہاں جاتے ہیں زین العابدین نے فرمایا-

آدمی اس شخص کی صحبت اختیار کرتا ھے جس سے دین کا کچھ فائدہ حاصل ھو۔

مدینہ کے علماء میں سے جن لوگوں نے زید بن اسلم سے تفسیر کا درس لیا۔ ان میں کچھ مشہور ترین شخصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

1: امام مالک بن انس صاحب مؤطا

2: زید بن اسلم کے صاحبزادے عبد الرحمن

زید بن اسلم نے 136ھ میں وفات پائی[25]

(3)عراق کا تفسیری مکتب فکر

عراق مکتب فکر کا وجود عبد اللہ بن مسعود کی بدولتہوا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس وقت وہاں کوئی اساتذہ موجود نہ تھے پر اور دیگر اساتذہ موجود تھے جن سے تلامذہ نے فیض حاصل کیا تفسیر کا درس لیا۔ مگر اس مکتبے کے اولین استاد ابن مسعود سمجھے جاتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ھے کہ ابن مسعود کی شہرت اور بہت زیادہ تعداد میں مرویات ھے۔

اھل عراق کو عام طور پر اہل الرائے کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ھے۔

عراق کے تفسیری مکتب میں مندرجہ ذیل لوگوں نے بہت شہرت اور فائدہ اٹھایا تفسیر کے علوم میں

(1)عالقمہ بن قیس (2)مسروق (3)اسود بن یزید

(4)مرہ ہمدانی (5)عامر شعبی (6)حسن بصری

(7)قتادہ بن دعامہ سدوسی

عراق کے مفتیان

(1)علقمہ بن قیس

نام:علقمہ بن قیس بن عبد اللہ بن مالک النخی الکوفی ان کی پیدائش رسول اللہﷺ کی زندگی میں ہوئی انہوں نے جن لوگوں سے روایتیں لی ان میں حضرت عثمان، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود کے نام شامل ہیں اور علقمہ ابن مسعود کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

ابو المثنی کا قول ھے

"کہ جب تم علقمہ کو دیکھ لو تو ابن مسعود کو نہ دیکھو تو کچھ مضائقہ نہیں وہ اس سے بڑی حد تک ملتے جلتے ہیں"

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں

"علقمہ صالح اور ثقہ شخص ہیں۔اصحاب صحاح ستہ آپ سے روایت کرنے میں متفق ہیں۔

بقول ابو نعیم علقمہ نے 61ھ یا 62ھ میں 90 سال میں وفات پائی[26]

(2)مسروق

نام:مسروق بن اجد بن مالک کوفی

کنیت:ابو عائشہ

مسروق نے چاروں خلفاء سے استفادہ حاصل کیا۔کوفہ کے مشہور مفتی قاضی شریع مشکل مسائل میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

امام شعبی کا قول ھے

"کہ میں نے مسروق جیسا یا اس سے بڑھ کر علم کا شوقین نہیں دیکھا"

جرح و تعدیل کے ذریعے سے انکی ثقاہت اور عدالت پر اتفاق کیا ھے۔ محدث ابن معین فرماتے ہیں کہ مشروق جیسے شخص کی عدالت کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

مشہور محدث شعبہ نے ابو اسحاق کا قول نقل کیا ھے کہ

"مسروق حج کو گئے تو یہ کفیت تھی کہ سوتے بھی سجدہ کی حالت میں تھے"

ایک قول کے مطابق آپ نے 63ھ میں وفات پائی[27]

(3)اسود بن یزید

نام:ابو الرحمن اسود بن یزید بن قیس نحعی

کبار تابعین اور اصحاب ابن مسعود میں سے تھے۔انہوں نے حضرت ابو بکر و عمر و علی دیگر صحابہ سے روایتیں کیں۔یہ صاحب صالح ثقہ اور علوم قرآن کے ماہر تھے صحاح ستہ کے مؤلفین ان کے علم کو لینے اور عمل کرنے پر متفق ہیں۔

انہوں نے 74ھ یا 75ھ میں وفات پائی[28]

(4)مرہ ہمدانی

نام: ابو اسماعیل مرہ بن شرجیل ہمدانی کوفی

یہ بڑے عابد و زاہد تھے۔انہوں نے حضرت ابو بکر اور عمر و علی سے علمی استفادہ حاصل کیا۔انکی ثقاہت کی دلیل ابن معین اور ابو عجلی نے دیا جامعین صحاح ستہ نے آپ سے حدیثیں روایت کی انہوں نے 76ھ میں وفات پائی۔[29]

(5)عامر شعبی

نام: ابو عمرو عامر بن شرجیل شعبی

جلیل القدر تابعی تھے۔اور کوفہ کے قاضی تھے۔انہوں نے حضرت عمر و علی و ابر مسعود سے حدیثیں روایت کی ھے۔شعبی کا قول ھے کہ

"میں نے پانچ سو صحابہ کا زمانہ پایا"

امام شعبی کے بارے میں علمائے حدیث کے مندرجہ ذیل اقوال ہیں۔

مکحول کہتے ہیں۔"کہ میں نے شعبی سے بڑھ کر فقیہ آج تک نہیں دیکھا"

ابن عینیہ کا قول ھے "کہ صحابہ کے بعد اپنے اپنے زمانے میں تین آدمی یکتائے روزگار تھے

(1)ابن عباس (2)شعبی (3)سفیان ثوری [30]

وفات امام شعبی:

مختلف اقوال ہیں۔مشہور ترین قول یہ ھے کہ آپ کی پیدائش 20ھ میں ہوئی اور وفات 109ھ میں ہوئی ۔[31]

(6)حسن بصری

نام: حسن بن ابو حسن یسار بصری

کنیت: ابو سعید

والدہ کا نام: خیرہ

انکی والدہ ام سلمہ کی آذاد کردہ لونڈی تھیں۔

پیدائش: فاروقی خلافت کے آخری دو سالوں میں پیدا ہوئے

حسن بصری بہت فصیح و بلیغ اور عبادت گزار تھے۔

حسن بصری حضرت علی و ابن عمر و انس اور کثیر صحابہ و تابعین سے حدیثیں روایت کیں۔

وفات: بعمر 88 سال؛ 110ھ میں ہوئی ۔[32]

(7) قتادہ

نام: قتادہ دعامہ السدوسی

کنیت: ابو الخطاب

انکے بارے میں کہا جاتا ھے کہ یہ مادر زاد نابینا تھے اور عربی الاصل تھے۔ انہوں نے حضرت انس و ابو الطفیل و ابن سنیرین و عکرمہ و عطاء بن ابی رباح و غیرہ سے حدیثیں روایت کیں۔

قتادہ کی وفات: قتادہ نے 117ھ میں وفات پائی اور انکی عمر 56 سال تھی۔[33]

حوالہ جات

[1] کتاب، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، مصنف، مولانا محمد تقی امینی

[2] تاریخ تفسیر و مفسرین، تصنیف، پروفیسر علامہ غلام احمد حریری (مرحوم)

[3] ویب سائٹ، انوار اسلام

[4] تاریخ تفسرین و مفسرین، تصنیف، پروفیسر علامہ غلام احمد حریری (مرحوم) ص، 138 تا 139

[5] مقدمہ اصول التفسیر ابن تیمیہ، ص، 15

[6] کتاب، وفیات الاعیان، مصنف، ابن خلکان، ج، 1، ص، 364

[7] ایضا ج، 1، ص، 365

[8] ایضا ج، 1، ص 365

[9] ایضا ج، 1، ص، 365

[10] کتاب، تہذیب التہذیب، مصنف، علامہ ابن حجر عسقلانی، ج، 4، ص، 13

[11] تاریخ فقہ اسلامی اردو، ص، 218

[12] کتاب، فجر الااسلام، مصنف، امین احمد، ص، 251

[13] کتاب، تہذیب التہذیب، ج، 10، ص، 42

[14] میزان اعتدال، ج، 3، ص، 426

[15] مقدمہ اصول تفسیر ابن تیمیہ، ص، 28

[16] ابن جریر طبری، ج، 1، ص، 30

[17] تاریخ تفسیر و مفسرین، تصنیف، پروفیسر علامہ غلام احمد حریری (مرحوم) ص، 144

[18] تاریخ فقہ اسلامی اردو، ص، 218 تا 219

[19] تہذیب التہذیب، ج، 7، ص، 263

[20]ایضاج،5،ص،8

[21]ایضاج،7،ص،199

[22]ایضاج،3،ص،284

[23]خلاصہ تہذیب الکمال،ص،305

[24]تہذیب التہذب۔ج،3،ص،395

[25]ایضا،ج،7،ص،276

[26]ایضا،ج،10،ص109

[27]ایضا،ج،1،ص،342

[28]ایضا،ج،10،ص،276

[29]ایضا،ج،2،ص،635

[30]تاریخ تفسیر ومفسرین،ص،156

[31]تہذیب التہذیب،ج،5،ص،65

[32]ایضا،ج،8،ص،35131)ایضا،ج،2،ص،635

[33]ایضاً